إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

رجسٹرڈ ایل ۳۵۱

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

فی پرچہ

نمبر ۱۴۷ | مورخہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۳۱ء | یوم شنبہ | مطابق ۳ صفر سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قادیان بار بار آنے اور رہنے کی تاکید

"ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں۔ اور ہم جو کسی دوست کو یہاں رہنے کے واسطے کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ کہ محض اس کی حالت پر رحم کر کے ہمدردی اور خیر خواہی سے کہتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ ایمان درست نہیں ہوتا جب تک انسان صاحبِ ایمان کی صحبت میں نہ رہے۔ اور یہ اس لئے کہ چونکہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ایک ہی وقت میں ہر قسم کی طبیعت کے موافقِ حال تقریر ناصح کے مونہہ سے نہیں نکلا کرتی۔ کوئی وقت ایسا آجاتا ہے۔ کہ اُس کی سمجھ اور فہم کے مطابق اُس کے مذاق پر گفتگو ہو جاتی ہے جس سے اُس کو فائدہ پہونچ جاتا ہے۔ اور اگر آدمی بار بار نہ آئے۔ اور زیادہ دنوں تک نہ رہے۔ تو ممکن ہے۔ کہ ایک وقت ایسی تقریر ہو۔ جو اُس کے مذاق کے موافق نہیں ہے۔ اور اِس سے اُس کو بدظنی پیدا ہو۔ اور وہ حسنِ ظن کی راہ سے دور جا پڑے۔ اور ہلاک ہو جائے"۔ (الحکم ۲۴۔ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء)

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی انگلی کے زخم کا ایک حصہ پھر ہرا ہو گیا جس کی وجہ سے دو روز سے حضور کو بہت تکلیف ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ تکلیف کلیتہً دور ہو جائے۔

حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے لئے بھی دعا کی جائے۔

۱۸ جون مولوی عبد الغفور صاحب اور مولوی محمد یار صاحب روپڑ ضلع انبالہ مقامی جماعت کے ایک جلسہ میں شمولیت کے لئے روانہ ہوئے۔

اِسلامی مُمالک کی خبریں اور اہم کوائف

ملا چکنور کی وفات

افغانستان کے مشہور پیر ملا چکنور ۹ - جون کو فوت ہو گئے۔ نیز سُنا ہے۔ کہ حاجی ترنگ زئی بھی خطرناک طور پر علیل ہیں ؂

ابراہیم بیگ کے متعلق تازہ اطلاع

افغانستان کا مشہور باغی لیڈر اب سوویٹ فوجوں سے نبرد آزما بتایا جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس نے کئی رُوسی فوجوں کو شکست دی ہے ؂

شاہ افغانستان کی قدر شناسی

شاہ نادر خان نے دو افغان ہوا بازوں کو جنہوں نے مزار شریف میں خدمات انجام دی تھیں۔ شرف باریابی بخشا۔ اور انعام و اکرام سے سرفراز کیا ؂

کابل میں ایک جدید ہسپتال

شاہ نادر خان نے کابل میں ایک جدید عالی شان ہسپتال کھولنے کے لئے دو لاکھ روپیہ نقد اور بہت سی ذاتی جائداد عطا کی ہے ؂

افغان گورنمنٹ کا مراسلات کے متعلق حکم

چند روز ہوئے۔ ایک سکھ ڈرائیور سے بعض قابل اعتراض خطوط برآمد ہوئے تھے۔ اس لئے حکومت افغانستان نے آئندہ اپنی مملکت میں غیر سرکاری اشخاص کی وساطت سے خطوط کی درآمد بند کر دی ہے۔ تمام خط و کتابت سرکاری ڈاک خانہ کی وساطت سے ہی کی جا سکتی ہے ؂

ترکی اور نشہ آور ادویات

تھوڑا عرصہ ہوا۔ ترکی گورنمنٹ نے ۹۰ کیلو گرام افیم کا ست پکڑا تھا جسے خفیہ طور پر ہوائی جہاز کے ذریعہ یورپ بھیجا جا رہا تھا۔ چونکہ ہمیشہ ایسی بے ضابطگیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ نے اس کارخانہ کو بند کر دیا۔ جو ایسا کر رہا تھا۔ اور اس کے ڈائرکٹر پر اٹھارہ ہزار پونڈ جرمانہ کیا ؂

ولیعہد افغانستان کی نسبت

شاہزادہ محمد طاہر خان ولی عہد افغانستان کی نسبت کتخدائی سردار علی احمد جان آنجہانی کی ہمشیرہ زادی سے ہوئی ہے ؂

امان اللہ خان پر ایک رُوسی کا دعویٰ

ایک روسی جلاوطن مقیم پیرس نے امان اللہ خان اور سابق سفیر افغانستان متعینہ پیرس پر یہ دعوےٰ دائر کیا ہے۔ کہ ۱۹۲۸ء میں مدعا علیہم نے مجھے افغانستان کے لئے پچاس ہزار رائفلیں اور پانچ کروڑ کارتوس مہیا کرنے کا آرڈر دیا جس کی میں نے تعمیل کر دی۔ اس اثنا میں امان اللہ خان تخت سے علیحدہ ہو گئے۔ اور سفیر مذکور ماسکو چلا گیا۔ اور سُرخ افواج کا سپہ سالار بن گیا۔ اب اُن سے یہ رقم دلوائی جائے ؂

نیرنگیٔ دہر کی عبرتناک مثال

سلطان عبد المجید معزول سلطان ترکی کا ایک شہزادہ تھوڑا عرصہ ہوا۔ اپنی ماں کے ساتھ ہندوستان میں وارد ہوا ہے۔ اور ایک اخباری نمائندہ سے بیان کیا۔ کہ ہم چھ سال سے شہر نائس میں اقامت گزین ہیں۔ اور نہایت تنگدست ہیں۔ ایک شاہزادہ وائنا کے ایک تھیٹر میں سارنگی بجانے کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ایک دمشق میں موٹر ڈرائیوری کرتا ہے۔ اور میں اپنی ماں کے ساتھ سلطان نجد و حجاز کے سفارشی خطوط لے کر یہاں گداگری کے لئے آیا ہوں ؂

سلطان ابن سعود کی تقریر

معاصر الشوریٰ قاہرہ ۲۷ - مئی لکھتا ہے۔ حسب دستور سابق اس سال بھی حج کے اختتام پر سلطان ابن سعود نے ایک دعوت دی۔ جس میں قریباً پانچسو ممتاز حاجی مدعو تھے۔ سلطان نے ایک تقریر کی جس میں بتایا۔ کہ مسلمان صرف کتاب اللہ پر عمل کر کے ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اور مغرب پرستی کی بے حد مذمت کی۔ یہ بھی کہا۔ حجاز کسی کی ملکیت نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کا ملک ہے۔ اور ہم صرف اس پُرعظمت گھر کے حاجیوں کے خادم ہیں۔ اور ان کی واپسی تک ان کی راحت و آرام کے ذمہ دار ہیں عربی اور عجمی میں کوئی فرق نہیں۔ سب حاجی برابر ہیں ؂

مصر و عراق کا مفروروں کے متعلق معاہدہ

دو حکومتیں ان مفروروں کے متعلق جو ارتکاب جرم کے بعد دوسرے ملک میں بھاگ کر چلے جاتے ہیں۔ ایک معاہدہ کی خواہشمند تھیں۔ جو پُورا ہو چکا ہے۔ چنانچہ مصر کی طرف سے عبد الفتاح یحییٰ پاشا وزیر خارجہ اور عراق کی طرف سے نوری سعید پاشا وزیر اعظم عراق نے اس پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اس کے رُو سے ایسے مفرور واپس دیئے جائیں گے ؂

افغانستان میں زلزلہ

افغانستان کے ضلع پنج شہر میں جو کابل کے شمال میں واقع ہے سخت زلزلہ کی خبر آئی ہے جس سے پندرہ آدمی ہلاک اور پچاس مکانات منہدم ہو گئے۔ معاصر اصلاح کابل کی رائے ہے۔ کہ اس زلزلہ کی وجہ اس علاقہ میں آتش فشاں پہاڑ کی موجودگی ہے ؂

مصر میں انتخابات کی ہنگامہ خیزی

مصر میں انتخابات کے سلسلہ میں ہنگامہ خیزی ہنوز جاری ہے۔ حزب الوفد اور لبرل پارٹی کے ارکان کو قاہرہ سے منوفیا جانے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اور سڑک پر خاردار تار لگوا دیئے گئے ہیں۔ کاروں کو روکنے کے لئے فوجی پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں۔ ریلوے سٹیشن پر بھی فوجی پہرہ ہے ؂

افغان قنصل ترکی

اب تک یہ دستور تھا۔ کہ کلکتہ میں ہالینڈ کا نائب قونصل ترکی معاملات تجارت کی نگرانی اور حفاظت کرتا تھا۔ اور ترکی کو جانے والے مال کے کاغذات پر اسی کے دستخط ہوتے تھے۔ اب اس نے ایوان تجارت کی اطلاع دی ہے۔ کہ آئندہ یہ کام افغان قنصل متعینہ بمبئی کرے گا ؂

افغانستان میں مسلح موٹریں

اخبار زمیندار نے ویر بھارت کے حوالہ سے یہ خبر شائع کی ہے کہ ہرات کے رستے ۲۲ مسلح موٹر کاریں کابل آئی ہیں جن کے ساتھ وائرلیس اور مشین گنیں لگی ہوئی ہیں۔ اور ڈرائیور یورپین ہیں ؂

اطالوی مصنوعات کا مقاطعہ

طرابلس کے مسلمانوں پر اٹلی کے وحشیانہ مظالم کو دیکھتے ہوئے عدن اور قدس کے مسلم تاجروں نے اطالوی مصنوعات کا کامل مقاطعہ کر دیا ہے۔ ہندوستان میں بھی خلافت کانفرنس میں اس کی تائید کی گئی ہے ؂

"الفضل" کا وفاتِ مسیح نمبر

الفضل کے مسیح موعود نمبر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو آخری تقریر شائع ہوئی ہے۔ اس میں احباب نے پڑھا ہو گا۔ کہ حضرت اقدس نے وفاتِ مسیح کے مسئلہ پر آخری دم تک کیسی توجہ مبذول رکھی ہے۔ اس بات کے احترام کے طور پر "الفضل" کا جون کا ماہواری ایڈیشن "وفاتِ مسیح نمبر" شائع کیا جائے گا۔ احباب کرام بہت جلد اپنے مضامین اور نظمیں ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔

اعلانِ احمدیت

چند فتنہ پردازوں نے میری نسبت یہ مشہور کر دیا ہے۔ کہ میں احمدی نہیں۔ میں بذریعہ اخبار الفضل اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں خدا کے فضل سے سچا احمدی اور مسلمانوں کا خیر خواہ اور خادم ہوں۔ خادم حسین مدرس بھرولیانوالہ ڈھڈرانجھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۴۷ قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ جون ۱۹۳۱ء جلد ۱۸

بٹالہ کے فتنہ پردازوں کے جلسہ میں سید عطاء اللہ شاہ کی تقریر

اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو لڑانے کی ناپاک کوشش

شباب المسلمین کی شرارتیں

بٹالہ کے بعض فتنہ پردازوں کا وُہ جتھہ جس نے اپنا نام شباب المسلمین رکھا ہوا ہے۔ ایک عرصہ سے اپنی شرارتوں - اور بدزبانیوں کے ذریعہ مقامی احمدیوں کے لئے سخت تکلیف کا باعث بنا ہوا۔ اشتعال انگیز اور گندے اشتہارات وغیرہ شائع کر کے جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ پردازی کرتا چلا آرہا ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ ان لوگوں نے ایک بہت بڑے ہجوم کے ساتھ اپنی بیہودہ گوئی کا انتہائی مظاہرہ کرتے ہوئے پریزیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ بٹالہ کے مکان پر حملہ کیا۔ اور ان کے مال واسباب کو توڑ پھوڑ کر پھینک دیا اس پر ان میں سے کئی ایک کی گرفتاریاں ہوئیں۔ پولیس نے ان پر مقدمہ چلایا اور وُہ ایک عرصہ تک جیل میں بند بھی رہے۔ لیکن رہا ہونے کے بعد انہوں نے اپنی شرارتوں کا سلسلہ پھر شروع کر دیا۔

شباب المسلمین کا فرار

حال میں ان کی طرف سے مناظرہ کا چیلنج دیا گیا۔ اور اس کی آڑ میں فتنہ پردازی اور بیہودہ گوئی سے کام لینے لگے۔ لیکن جب ان کا چیلنج منظور کر کے جماعت احمدیہ کے مبلغین اور دُوسرے اصحاب ان کے گھر تک پہونچ گئے۔ تو باوجود بار بار مناظرہ کے لئے بُلانے کے انہیں سامنے آنے کی جُرأت نہ ہُوئی۔ مسلسل چار دن بٹالہ میں جماعت احمدیہ بٹالہ کا جلسہ نہایت شان وشوکت کے ساتھ ہوتا رہا۔ بہت سے احمدی مبلغین نے نہایت مدلل اور پُرزور تقریریں کیں۔ اور بار بار شباب المسلمین والوں کو بُلایا۔ لیکن وُہ گھروں میں چھپے بیٹھے رہے۔ اور قطعاً شرائط مناظرہ طے کر کے مناظرہ کرنے کے لئے باہر نکلنے کی انہیں ہمت نہ ہُوئی۔ اس طرح انہیں اور ان کے بُلائے ہُوئے "علماء" کو ایسی ہزیمت اور شکست نصیب ہُوئی۔ جو بٹالہ کے ہر شخص پر ظاہر ہو گئی۔ اور سب لوگوں پر واضح ہو گیا۔ کہ شباب المسلمین والے قطعاً اس قابل نہیں۔ کہ احمدیوں کو مُونہہ بھی دکھا سکیں۔

اس ندامت اور شرمندگی پر پردہ ڈالنے کے لئے ان لوگوں نے مسلمانوں کے بدترین دُشمن آریہ اخباروں کی پناہ حاصل کی ہے۔ اور ان میں سراسر غلط اور جھُوٹے مضامین شائع کرا رہے ہیں۔ انہی میں سے ایک "سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی صدارتی تقریر" ہے۔ جو ۱۷ جون کے "ملاپ" میں شائع کرائی گئی ہے:-

امن پسندی کا ادعاء

اس تقریر میں اوّل تو شباب المسلمین کی امن پسندی کا ادعا کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کہا گیا ہے:-

"پولیس کے ایک کانسٹیبل نے جس کا نمبر ۲۸۷ ہے۔ ہمارے منادکو منادی کرنے سے روکا۔ خود سب انسپکٹر پولیس کو جو اپنی تمام پولیس کے ساتھ مرزائیوں کے پیچھے پیچھے جارہا تھا۔ اپنے کانوں سے یہ کہتے سُنا ہے۔ کہ میں مرزائیوں کی حفاظت کے لئے جارہا ہوں"

بخاری صاحب نے یہ کہا تو اس لئے کہ پولیس کا رویہ قابل اعتراض ثابت کریں۔ لیکن در اصل انہوں نے یہ تسلیم کر لیا۔ کہ جن لوگوں کے پُرامن ہونے کی وُہ قسم کھا رہے تھے۔ وُہی اشتعال اور فتنہ انگیزی کر رہے تھے۔ اور انہی کی طرف سے شرارت اور فساد کا خطرہ تھا۔ اگر کسی کانسٹیبل نے ان کے مناد کو منادی کرنے سے روکا۔ تو اس لئے۔ کہ وُہ فتنہ کا موجب بن رہا تھا۔ اور اگر سب انسپکٹر پولیس نے یہ کہا۔ کہ "میں مرزائیوں کی حفاظت کے لئے جارہا ہوں" تو اس لئے کہا۔ کہ فساد کا خدشہ شباب المسلمین والوں کی طرف سے تھا نہ کہ احمدیوں کی طرف سے۔ پس پولیس کے خلاف بخاری صاحب نے جو بیان دیا ہے۔ اس سے جہاں یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ فتنہ وشرارت کا خطرہ شباب المسلمین والوں کی طرف سے تھا وہاں یہ بھی ثابت ہے۔ کہ سب انسپکٹر پولیس اور اُس کی تمام پولیس نے قیام امن کے متعلق اپنا فرض نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ پُورا کیا۔ اور شباب المسلمین والوں کو قطعاً اس بات کا موقعہ نہیں دیا۔ کہ وُہ فساد برپا کر سکتے۔

بخاری صاحب کا بیان احمدیوں کے متعلق

اگر بخاری صاحب کے اس بیان میں کوئی صداقت ہوسکتی ہے کہ "لاٹھیوں۔ کلہاڑیوں۔ بھالوں اور تلواروں سے مسلح مرزائیوں کے جلوس بٹالہ کی گلیوں میں پھرتے تھے۔ ان کا رویہ اشتعال انگیز تھا" تو پھر سب انسپکٹر کو اپنے اور اپنی پولیس کے متعلق بقول بخاری صاحب یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ کہ "میں مرزائیوں کی حفاظت کے لئے جارہا ہوں"۔ "لاٹھیوں۔ کلہاڑیوں۔ بھالوں اور تلواروں سے مسلح مرزائیوں" کو ان لوگوں کے مقابلہ میں جن کے متعلق بخاری صاحب نے یہ کہا۔ کہ "انجمن ہذا کے تمام تر والنٹیر وکارکن بالکل نہتے اور پُرامن ہیں" حفاظت کی ضرورت ہی کیا تھی۔ حفاظت تو ان بالکل نہتے۔ اور پُرامن کارکنوں کی ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اُن پُرامن فتنہ پردازوں کی نہ صرف گزشتہ فتنہ پردازیاں اور شرارتیں سب انسپکٹر کی آنکھوں کے سامنے تھیں۔ بلکہ ان کا اس وقت کا رویہ بھی مفسدانہ تھا۔ اس لئے اس نے ضروری سمجھا۔ کہ جو لوگ حقیقی معنوں میں پُرامن ہیں۔ اور جن کی طرف سے فساد کا کوئی خطرہ نہیں۔ ان کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھے۔

عجیب وغریب دعوے

بخاری صاحب کی تقریر میں دُوسری بات جو قابل توجہ ہے۔ اور جسے پیش کر کے انہوں نے رعب بٹھانا چاہا ہے۔ وُہ ان کا یہ عجیب و غریب دعوے ہے۔ کہ:-

"اب کانسٹی ٹیوشن ہمارے ہاتھ میں آرہا ہے۔ سائمن رپورٹ تو ہمارے قدموں میں ہے۔ لیکن ہم سوراج اور مکمل سیلف گورنمنٹ مانگتے ہیں۔ وُہ بھی ہم کو چند تحفظات کے ساتھ دیا جارہا ہے۔ جسے ہم منظور نہیں کرتے۔ کل کو گورنمنٹ ہماری ہوگی"

یہ اس شخص کا ادعا ہے۔ جو اس سے پہلے ہی سانس میں نہ صرف ایک سب انسپکٹر بلکہ ایک کانسٹبل کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بالکل عاجز اور درماندہ قرار دے رہا تھا۔ کیا وُہ لوگ جن کے ہاتھ میں کانسٹی ٹیوشن آرہا ہو۔ سائمن رپورٹ جن کے قدموں میں ہو۔ اور جنہیں اتنی عظمت و شوکت حاصل ہوچکی ہو۔ کہ سوراج اور مکمل سیلف گورنمنٹ انہیں دی جا رہی ہو۔ مگر وُہ چند تحفظات ساتھ ہونے کی وجہ سے اسے پائے استحقار سے ٹھکرا رہے ہوں۔ ان کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ کہ وہ ایک سب انسپکٹر نہیں۔ بلکہ ایک کانسٹبل کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہ رکھتے ہوں۔ اور اس کے خلاف واویلا کر رہے ہوں۔ ایسے لوگ اپنے دلوں کو تسلی دینے کے لئے جو چاہیں۔ کہہ لیں۔ مگر وُہ خود بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ان کے مقابلہ میں گورنمنٹ کو اتنی طاقت حاصل ہے۔ کہ اس کا ایک معمولی کانسٹبل بھی ان کی شرارتوں اور فتنہ پردازیوں کا قلع قمع کر سکتا ہے اور اس کے سامنے ان کی مجال نہیں ہے۔ کہ چوں بھی کر سکیں۔

بخاری صاحب کی حکومت کی شان

معلوم ہوتا ہے۔ بخاری صاحب پر کچھ ایسی سراسیمگی طاری تھی کہ ان کی صدارتی تقریر پریشان خیالی کا مظاہرہ بن کر رہ گئی۔ تقریر کا وہ حصہ جو اوپر درج کیا گیا ہے۔ اس میں ان کا یہ دعوےٰ موجود ہے کہ "کل کو گورنمنٹ ہماری ہوگی"۔ لیکن اس کے معًا بعد ان پر ایسی حالت طاری ہوئی۔ کہ وہ کل تک بھی صبر نہ کر سکے۔ اور دم نقد اپنے آپ کو ہندوستان کا حکمران سمجھنے لگ گئے۔ چنانچہ انہوں نے احمدیوں سے اپنی حکومت کی اطاعت کا مطالبہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مرزائی لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمارا فرض حکومتِ وقت کے ماتحت رہنا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اب گورنمنٹ ہماری ہے"۔

اگر محض دعوےٰ کر دینے سے حکومت حاصل ہو سکتی ہے۔ تو ممکن ہے۔ ہندوستان میں بخاری صاحب اور ان کے ہمخیالوں کی حکومت قائم ہو چکی ہو۔ لیکن ہم لوگ جو عالم محسوسات میں بستے ہیں۔ ہم سے اس کی اطاعت کا مطالبہ اس وقت تک کس عقل و سمجھ کی بنا پر کیا جا سکتا ہے۔ جب تک اس کے قیام کا ثبوت نہ پیش کیا جائے۔ ہمیں جو کچھ بتایا گیا ہے۔ وہ تو یہ ہے۔ کہ ایک کانسٹیبل نے بخاری صاحب کے منادی کو منادی کرنے سے روک دیا۔ مگر وہ اپنی ساری حکومت اور اپنی ساری شوکت کے ساتھ ایک کانسٹیبل کا حکم بھی رد نہ کر سکے۔ ایک سب انسپکٹر کو خود بخاری صاحب نے اپنے کانوں سے یہ کہتے سُنا کہ "میں مرزائیوں کی حفاظت کے لئے جا رہا ہوں"۔ مگر وہ اس فقرہ سے اتنے مرعوب ہوئے۔ کہ مرزائیوں کے مقابلہ میں اپنے تمام منصوبے اور تمام شرارتیں بھول گئے۔ اور اپنے "بالکل نہتے اور پُر امن" ہونے کا اعلان کرنے لگ گئے۔ پھر اپنے جلسہ میں سٹی سب انسپکٹر سے لے کر ڈپٹی کمشنر تک کے تمام افسروں کے نام لے لے کر اپنی اطاعت شعاری اور امن پسندی کا یقین دلاتے رہے۔ اگر اسی کا نام بخاری صاحب کی حکومت ہے۔ تو ہم انہیں یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہم اس کے قوانین کی پابندی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔

مسلمانوں کو لڑانے والے

درحقیقت بخاری صاحب اور اسی قماش کے دوسرے لوگ جو ہندوؤں کے تنخواہ دار ملازم اور کانگریس کے زرخرید غلام ہیں ان کی ہر جگہ یہ کوشش ہے۔ کہ مسلمانوں میں تفرقہ اور انشقاق پیدا کر کے انہیں کمزور کر دیں۔ اور کانگریس کے جال میں پھنسا کر گورنمنٹ کے خلاف ہندوؤں کے ہاتھ مضبوط کریں۔ اور اس طرح ہندوؤں کو ہندو راج قائم کرنے میں امداد دیں۔ اسی مقصد اور مدعا کی خاطر یہ جگہ بجگہ گھوم رہے ہیں۔ اور یہی غرض بخاری صاحب کو شباب المسلمین کے جلسہ کا صدر بننے کے لئے کھینچ لائی۔ اور اسی کے حصول کے لئے انہوں نے اپنا سارا زور صرف کیا اگرچہ خود ان کی زبانی کسی خاص مصلحت کے ماتحت یہ اعلان کرایا گیا۔ کہ "شباب المسلمین کا جلسہ پولیٹیکل نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہاں کوئی پولیٹیکل تقریر ہوتی ہے"۔ لیکن باوجود اس کے بخاری صاحب نے کہا:۔

"میں سر سے پاؤں تک پولیٹیکل آدمی ہوں"۔

اور ساری کی ساری تقریر پولیٹیکل کی۔ جس میں حکومت کی مخالفت کانگرس کی حمایت۔ اور کانگرس کے "میر بنو" پر زور دینے کے سوا ایک بات بھی مذہب کی تائید میں نہ کہی۔

اسلام کو مٹانے والے

حتیٰ کہ اخبار "ملاپ" کا بیان ہے۔ کہ ان کی تقریر کے دوران میں ایک بار جب

"انقلاب زندہ باد کے نعروں سے پنڈال گونج اٹھا۔ تو ایک مسلم رضاکار نے اسلام زندہ باد کہہ دیا۔ اس پر سید صاحب نے اسے کہا۔ کہ اسلام ہی انقلاب ہے۔ اس لئے انقلاب زندہ باد کے زبردست نعرے لگاؤ"۔

گویا بخاری صاحب کانگرس کے ہاتھوں ایسے بک چکے ہیں۔ کہ انہیں ایک ایسے جلسہ میں جسے مذہبی جلسہ کہا جاتا تھا۔ جس کے متعلق خود انہوں نے اعلان کیا تھا۔ کہ "یہ پولیٹیکل جلسہ نہیں۔ اور نہ یہاں کوئی پولیٹیکل تقریر ہوتی ہے"۔ اتنا بھی گوارا نہ تھا۔ کہ کوئی "اسلام" کا لفظ مونہہ سے نکالے۔ اور جب اتنے بڑے مجمع میں سے جس کی تعداد "ملاپ" نے ۱۲ ہزار بتائی ہے۔ صرف ایک مسلم رضاکار نے بھولے سے "اسلام زندہ باد" کہہ دیا۔ تو اُسے ڈانٹ کر روک دیا۔ اور اسلام کا نام انقلاب رکھ دیا۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ جہاں بخاری صاحب اور اسی قماش کے دوسرے لوگ کانگرس کی خاطر خود مٹے جا رہے ہیں۔ وہاں ان کی یہ بھی غرض ہے۔ کہ اسلام کا نام و نشان بھی مٹا دیں۔ اور یہ چونکہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک مسلمان موجود ہیں۔ اس لئے وہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر کے۔ اُنہیں آپس میں اُلجھا کر ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کر کے تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ دُعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں ان کے ناپاک ارادوں میں خائب و خاسر رکھے۔ اور مسلمانوں کو اُن کی تباہ کُن شرارتوں سے محفوظ رکھے۔

کشمیر کے مسلمان آب تک ہندوؤں کے خدمتگار بنے رہیں گے

اخبار "ملاپ" (۱۴ - جون) کشمیر کے مسلمانوں پر ہندوؤں کے احسانات جتلاتا ہوا لکھتا ہے:۔

"یہاں ابھی تک کشمیری پنڈتوں کے گھروں میں مسلمان صاحبان پانی لاتے ہیں۔ اور یہاں کے ہندوؤں کو ان پر اس قدر اعتبار ہے۔ کہ اپنی عورتوں کو لانے اور لے جانے کا کام بھی ان کے ہی سپرد کیا جاتا ہے۔ غرضکہ سب گھروں کا دارومدار ابھی تک زیادہ تر ان ہی پر ہے"۔

معلوم نہیں۔ اس میں ہندو کونسا احسان مسلمانوں پر کرتے ہیں اگر وہ مسلمانوں سے پانی بھرواتے ہیں۔ یا اپنی عورتوں کو لانے اور لے جانے کا کام ان کے سپرد کر رکھا ہے۔ تو اس سے ظاہر ہے۔ کہ انہیں خدمتگار سے زیادہ وقعت نہیں دی جاتی۔ اور مسلمان اس قدر شریفانہ چلن رکھتے ہیں۔ کہ ہندو اپنی عورتوں کے متعلق بھی ان پر اعتماد کرتے ہیں۔ لیکن کیا ہندو یہ چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان باوجود ان کے مقابلہ میں بہت بڑی تعداد رکھنے کے ان کے خدمت گار ہی بنے رہیں اور اپنے ملکی حقوق حاصل نہ کریں۔ وہ مظالم اور سختیاں جو کشمیر کے ہندو مسلمانوں پر کرتے چلے آ رہے ہیں۔ حد سے بڑھی ہوئی ہیں۔ اور بظاہر حالات ہندو سمجھتے ہیں۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کو اس قدر ذلت اور ادبار کے گڑھے میں گرا رکھا ہے۔ کہ اس سے ان کا نکلنا ممکن نہیں۔ لیکن یہ حد سے بڑھی ہوئی سختیاں ہی مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کر رہی ہیں۔ اور وہ وقت آنے لگا۔ جب ریاست کو معلوم ہوگا۔ کہ رعایا کے اتنے بڑے حصہ کو اس کے حقوق سے محروم رکھنا۔ اور مظالم کا تختہ مشق بننے کے لئے چھوڑ دینا رنگ لائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مگر اس وقت معلوم ہونا اتنا فائدہ کُن نہیں ہوگا۔ جتنا اب ہو سکتا ہے۔

منٹگمری کالج کی تحقیقاتی کمیٹی

وزارت زراعت حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے۔ کہ ان واقعات کی تحقیقات کے لئے جن کی بنا پر میکلیگن کالج منٹگمری کے مسلمان طلبا نے استعفے دیئے ہیں۔ ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جائے گی۔ چونکہ ابھی ارکان کمیٹی کے نام گورنمنٹ کے زیر غور ہیں۔ اس لئے یہ مطالبہ عین موقعہ پر ہے۔ کہ ارکان کمیٹی ایسے ہوں۔ جنہیں مسلمانوں کا پورا اعتماد حاصل ہو۔ اور جو آزادانہ طور پر معاملات کی تحقیقات کر سکیں۔

وزارت زراعت اگر صحیح طور پر یہ چاہتی ہے۔ کہ منٹگمری کالج کے متعلق مسلمانوں میں جو ہیجان پایا جاتا ہے۔ وہ دور ہو۔ تو اس کے لئے تحقیقاتی کمیٹی کے متعلق مسلمانوں کا مطالبہ منظور نہ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

اسی طرح یہ مطالبہ بھی نہایت معقول ہے۔ کہ دورانِ تحقیقات میں کپتان وٹیکر پرنسپل کالج مذکور کو کسی ایسی حیثیت میں نہ رکھا جائے۔ جس میں وہ تحقیقات پر کسی قسم کا ناجائز اثر ڈال سکے۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ تحقیقات کے سلسلہ میں کالج کے طلبا اور دوسرے ملازموں کی شہادتیں درکار ہوں گی۔ ان کے لئے آزادانہ بیان دینے کا موقعہ پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ کپتان وٹیکر کا کسی قسم کا دباؤ ان پر نہ رہے۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعودؑ نے ہر ایک دعا قبول ہونے کا دعویٰ نہیں کیا

اہلحدیث ۸ رمئی میں مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:-

"مرزا صاحب قادیانی نے جو دعاوی کئے - وہ دنیا میں مشہور ہیں - سب سے بڑا دعویٰ ان کا یہ تھا - کہ میں جب دعا کرتا ہوں - خدا میری دعا قبول کرتا ہے"

اس سے پہلے بھی وہ کئی مرتبہ اسی قسم کے الفاظ لکھ چکے ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ہرگز یہ مذہب اور عقیدہ نہیں تھا - کہ مقبولین کی ہر دعا کا قبول ہونا لازمی ہے - اور نہ آپ کا یہ دعویٰ تھا - کہ میری ہر دعا جس ظاہری رنگ میں کی جائے - اسی طرح قبول ہوتی ہے - بلکہ آپ کا عقیدہ آپ ہی کے الفاظ میں یہ تھا - کہ

مقبولین کے ساتھ خدا تعالےٰ کا معاملہ

"یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے - کہ یہ خیال کہ مقبولین کی ہر ایک دعا قبول ہو جاتی ہے - یہ سراسر غلط ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے - کبھی وہ ان کی دعائیں قبول کر لیتا ہے - اور کبھی وہ اپنی مشیت ان سے منوانا چاہتا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو - کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے - بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے - اور پھر دوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے - کہ اپنی بات اس سے منوانا چاہتا ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹)

ایک دوسرے موقع پر حضور اسی کتاب میں فرماتے ہیں:-

"یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کیلئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں خدائے عزوجل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے - لیکن اس میں کچھ بھی شبہ نہیں - کہ مقبولین حضرت عزت کے لئے یہ بھی ایک نشان ہے - کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے ان کی دعائیں - قبول ہوتی ہیں - اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا" ص ۳۲۱

پھر فرماتے ہیں:-

"میرا صدہا مرتبہ کا تجربہ ہے - کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہیں کرتا - تو اس کے عوض میں دوسری دعا کو قبول کر لیتا ہے جو اس کے مثل ہوتی ہے" ص ۳۲۶

رسالہ آسمانی فیصلہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"یہ بات ایک معرفت کا دقیقہ ہے - کہ مقبولوں کی قبولیت کثرت استجابت دعا سے شناخت کی جاتی ہے - یعنی ان کی اکثر دعائیں قبول ہو جاتی ہیں - نہ یہ کہ سب کی سب قبول ہوتی ہیں" ص ۱۹

پھر حضور اس اشتہار میں جو سر سید کے نام ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء کو دیا تھا - فرماتے ہیں:-

"سید صاحب اپنے رسالہ الدعاء والاستجابت میں اس بات سے انکاری ہیں - کہ دعا میں جو کچھ مانگا جائے - وہ دیا جائے - اگر سید صاحب کی تحریر کا یہ مطلب ہوتا - کہ ہر ایک دعا کا قبول ہونا واجب نہیں - بلکہ جس دعا کو خدا تعالیٰ قبول فرمانا - اپنی مصالح کی رو سے پسند فرماتا ہے - وہ دعا قبول ہو جاتی ہے - ورنہ نہیں تو یہ قول بالکل سچ ہوتا"

استجابتِ دعا کا نشان

یہ تحریرات ظاہر کر رہی ہیں - کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا اگرچہ عقیدہ ضرور تھا - کہ اللہ تعالےٰ اپنے پیاروں کو استجابتِ دعا کا نشان عطا فرماتا ہے - اور کوئی نہیں ہوتا - جو اس میدان میں ان کا مقابلہ کر سکے - مگر آپ یہ نہیں سمجھتے تھے - کہ ہر دعا ظاہری شکل میں قبول ہو جاتی ہے - بلکہ بعض دفعہ ان کی دعا بھی اللہ کی نہاں در نہاں مصلحتوں کے ماتحت قبولیت حاصل نہیں کر سکتی۔

پہلے لوگوں کا عقیدہ

یہی مذہب گذشتہ عارفین کا بھی تھا - علم عقائد کی مشہور کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد جو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے - اس کے اردو ترجمہ علم الکلام کے صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے -

"کئی دفعہ یہ بات ہوئی ہے - کہ انبیاء علیہم السلام نے خدا تعالےٰ سے دعائیں مانگیں - اور ان کو اپنی دعائیں قبول ہونے کا یقین بھی تھا مگر خدا تعالیٰ نے اپنی مصلحت کے ماتحت ان کو قبول نہ کیا"

ایسا ہی تفسیر سراج المنیر جلد دوم ص ۱۴۲ پر لکھا ہے:-

ان اجابة دعاء الانبیاء غالبة "لا لازمة فقد یتخلف لقضاء اللہ تعالیٰ بخلافہ کما فی دعاء ابراھیم فی حق ابیہ وکما فی دعا نبینا محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی قولہ سالتہ ان لا یذیق بعضھم بأس بعض فمنعھا - یعنے

انبیاء علیہم السلام کی دعائیں غالب اور اکثر طور پر سنی جاتی ہیں - مگر یہ ضروری نہیں - کہ ہر دعا قبول ہو - بلکہ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کے خلاف بھی فیصلہ فرما دیتا ہے - جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اپنے باپ کے حق میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دعا کہ میری امت کے لوگ باہم لڑائی جھگڑا نہ کریں - قبول نہیں ہوئی -

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی تفسیر بیان القرآن جلد اول صفحہ ۱۶۶ پر لکھتے ہیں:-

"اگر عدم قبول میں کسی وقت قبول سے زیادہ مصلحت و منفعت ظاہری و باطنی ہو - تو وہ عدم قبول بھی قبول ہے"

حدیث کا حوالہ

حدیثوں میں آتا ہے -

صلی بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ فاطالھا قالوا یا رسول اللہ صلیت صلوٰۃ لم تکن تصلیھا - قال اجل انھا صلوٰۃ رغبة ورھبة وانی سالت اللہ فیھا ثلاثاً فاعطانی اثنتین ومنعنی واحدة

(مشکوٰۃ ص ۵۱۵)

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو ایکدفعہ بہت لمبی نماز پڑھائی - نماز کے بعد صحابہ نے دریافت کیا - یارسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے آج اس قدر لمبی نماز پڑھی ہے کہ اس سے قبل ایسی کبھی نہیں پڑھی - آپ نے فرمایا - ہاں یہ رغبت اور خوف کی نماز تھی - اس میں میں نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں جن میں سے دو کو تو خدا تعالیٰ نے منظور فرما لیا مگر ایک کو منظور نہیں کیا -

پھر حدیث میں لکھا ہے - لکل نبی دعوة مستجابة ہر نبی کے لئے ایک دعا ایسی ہوتی ہے - جو ضرور ہی قبول ہو جاتی ہے - اس کا کیا یہ مطلب نہیں نکلتا - کہ بعض دعائیں ایسی بھی ہوتی ہیں - جو قبول نہیں ہوتیں - ورنہ اگر ہر دعا قبول ہو جانے والی ہوتی تو یہ کہنے کا کیا مطلب - کہ ایک دعا ایسی ہوتی ہے - جو ضرور قبول کی جاتی ہے -

قرآن کریم کا حوالہ

پھر قرآن کریم میں آتا ہے - حضرت ذکریا علیہ السلام نے دعا کی تھی -

وانی خفت الموالی من ورائی وکانت امرأتی عاقراً فھب لی من لدنک ولیاً یرثنی ویرث من آل یعقوب -

اے خدا مجھے اپنے بعد کے لوگوں سے خوف ہے - پس اپنی طرف سے مجھے ایک جانشین عطا فرما - جو میرا بھی وارث ہو - اور نسل یعقوب کا بھی مگر ہر شخص جانتا ہے - کہ دعا کا یہ حصہ کہ وہ میرے پیچھے میرا وارث ہو - قبول نہ ہوا - کیونکہ گو ان کی دعا پر خدا تعالےٰ نے حضرت یحییٰ انہیں عطا فرمائے - مگر حضرت یحییٰ حضرت ذکریا کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے -

(دیکھو تفسیر سراج المنیر زیر آیت مذکورہ)

"اہلحدیث" کا اپنا بیان

اور تو اور خود اہلحدیث نے ایک دفعہ لکھا تھا۔

"غور سے دیکھو۔ کہ نوح علیہ السلام کا لڑکا ان کے سامنے پانی میں غرق ہو گیا۔ جس کے بچاؤ کے لئے حضرت نوح نے خدا سے بھی دعا مانگی۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا" (اہلحدیث ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ اہلحدیث کے نزدیک بھی نبی کی ہر دعا کا قبول ہونا ضروری نہیں۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول نہ ہوئی۔

غرض یہ امر بالکل واضح ہے۔ کہ انبیاء کی بعض دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ صرف ایک طریق ایسا ہے۔ جس کے ماتحت کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ مگر بعض کا ظہور اس عالم میں ہو جاتا ہے۔ اور بعض آخرت کے لئے ذخیرہ ہوتی ہیں اور بعض دعائیں قصوروں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔ حدیثوں سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ بعض دفعہ دعائیں اگر موجودہ مصیبت کو دور نہیں کرتیں۔ تو آنے والے مصائب سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ انبیاء کی ہر دعا قبول ہو جاتی ہے لیکن اگر اس پہلو کو نہ لیا جائے۔ تو حقیقت الامر یہی ہے۔ کہ ہر دعا قبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ مالک ہے۔ اور وہ اختیار رکھتا ہے کہ جس دعا کو چاہے۔ قبول کرے۔ اور جسے چاہے نہ کرے۔ پھر وہ حکیم ہے جانتا ہے۔ کہ اس مقصد کا حصول فلاں کے لئے مفید ہے۔ یا غیر مفید پس جب وہ یہ دیکھے۔ کہ اس مقصد کا ملنا اس کے لئے غیر مفید ہو گا۔ تو وہ نہایت شفقت سے اس دعا کو رد کر کے اس کے ضرر سے اسے محفوظ رکھتا ہے جس طرح بچہ اگر انگارہ مانگے۔ تو ماں اسے نہیں دے گی۔ بلکہ ماں کی شفقت اور محبت اس بات کی متقاضی ہو گی۔ کہ بچہ کی خواہش کو رد کر دے اسی طرح بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی سنت بھی بندے کی دعا کو رد کر دیتی ہے۔

غرض یہ مسئلہ بالکل صاف ہے۔ کہ ہر دعا قبول نہیں ہوتی یہی عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو کچھ لکھا محض دھوکہ دہی کے لئے لکھا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب "اہلحدیث" کہلاتے ہیں۔ انہیں چاہیئے تھا۔ کہ حدیثوں پر کافی عبور رکھتے۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ وہ محض سطحی علم رکھتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اتنا بھی علم نہیں۔ کہ ہر دعا کے قبول نہ ہونے پر قرآن اور حدیث دونوں شاہد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من اموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون میں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہی عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد اور غیر مبایعین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں خدا تعالیٰ کے خالص دوستوں اور اولیاء الرحمٰن کی بیس علامتیں تحریر فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:۔

"یہ عاجز بحکم واما بنعمۃ ربک فحدث اس بات کے اظہار میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا۔ کہ خداوند کریم و رحیم نے محض فضل و کرم سے ان تمام امور سے اس عاجز کو حصہ وافر دیا ہے۔"

ان علامات میں سے بیسویں علامت حضور علیہ السلام نے یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ "ان کے آثار خیر باقی رکھے جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کئی پشتوں تک ان کی اولاد اور ان کے جانی دوستوں کی اولاد پر خاص طور پر نظر رحمت رکھتا ہے اور ان کا نام دنیا سے نہیں مٹاتا"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عبارت میں یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ جو خدا تعالیٰ کے سچے دوست اور اولیاء الرحمٰن ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کئی پشتوں تک ان کی اولاد پر خاص نظر رحمت رکھتا ہے۔ ان کی اولاد کو اپنی منشاء کے ماتحت چلاتا ہے۔ اور اپنی مدد اور نصرت ان کے شامل حال رکھتا ہے۔

اس بات کو ایک طرف رکھیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی ان معاندانہ سرگرمیوں کو دوسری طرف جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت کے خلاف عمل میں لاتے چلے آ رہے ہیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں کا قدم نہایت خطرناک طرف اٹھ رہا ہے، کیا یہ ممکن ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک نعمت کا وافر حصہ خدا تعالیٰ کے ہاں سے پائیں لیکن غیر مبایعین حضور علیہ السلام کو اس سے محروم رکھنا چاہیں۔ خدا تعالیٰ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد پر خاص طور پر نظر رحمت رکھنے کا وعدہ کرے۔ لیکن غیر مبایعین اس کے خلاف زبان چلائیں کیا یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولیاء الرحمان میں سے سمجھتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر سمجھتے ہیں۔ تو اولیاء الرحمان کی ایک علامت جو خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے اور جو یہ ہے۔ کہ ان کی اولاد پر خدا تعالیٰ خاص طور پر نظر رحمت رکھتا ہے۔ اسے آپ کے متعلق درست سمجھتے ہیں۔ یا نہیں اگر درست سمجھتے ہیں تو پھر کس منہ سے آئے دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلاف بیہودہ سرائی کرتے رہتے ہیں:۔

ممکن ہے۔ مولوی محمد علی صاحب یا ان کے ساتھیوں میں سے کوئی حضرت نوح علیہ السلام کے نافرمان بیٹے کا ذکر کر کے اپنی کج روی کی پردہ پوشی کرنا چاہے۔ اس لئے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۷۹ میں فرماتے ہیں:۔

ان اللہ لا یبشر الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر تولید الصالحین۔

یعنے خدا تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو اولاد کی بشارت اسی وقت دیتا ہے جبکہ انہیں صالحین بنانا مقدر کر لیتا ہے۔ گویا نبیوں۔ اور ولیوں کی جو اولاد بشارت کے ماتحت پیدا ہوتی ہے۔ یقیناً صالح ہوتی ہے۔ اور عقل بھی یہی کہتی ہے۔ کہ انبیاء اور اولیاء کو جس اولاد کی بشارت دی جائے۔ ضرور ہے کہ وہ اولاد نیک ہو۔ ورنہ بشارت دینے کے کیا معنی، کیا اگر نبی کو بتایا جائے۔ کہ تجھے اولاد عطا کی جائیگی۔ لیکن خدا کی نافرمان ہوگی۔ تو یہ بشارت اس کے لئے بشارت کہلانے کی مستحق ہوگی۔ قطعاً نہیں

پس عقل بھی یہی کہتی ہے۔ کہ جو اولاد خاص بشارت کے ماتحت پیدا ہو۔ وہ ضرور نیک متقی اور صالح ہے۔ قرآن کریم سے بھی یہی ثابت ہے۔ کہ جس اولاد کی بشارت دی گئی۔ وہ خدا تعالیٰ کی مورد رحمت اور فضل کو جذب کرنے کے قابل بنی۔

اس میں تو کوئی کلام ہی نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ اولاد جس کی مخالفت کرنا۔ اور جس کی عداوت میں سرگرم رہنا مولوی محمد علی صاحب بمعہ اپنے رفقاء کے اپنا سب سے بڑا فرض سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ خاص بشارات کے ماتحت پیدا ہوئی ہے، جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں موجود ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

پس مولوی محمد علی صاحب خصوصاً اور دوسرے غیر مبایعین عموماً غور کریں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے خلاف انہوں نے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے وہ کہاں تک انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیرو اور متبع قرار دیتا ہے اور اس کے لحاظ سے انہیں احمدی کہلانے کا کیونکر حق پہنچتا ہے:۔

خاکسار محمد عبد اللہ زیروی

تاریخ اسلام

حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا قبول اسلام اور مسلمانوں کا بائیکاٹ

قریش کے وفد کے حبشہ سے بے نیل ومرام واپس آنے سے ان کی آتش غضب اور بھی بھڑک اُٹھی۔ اور اس کے ساتھ ہی حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے اسلام لے آنے نے اس بھڑکتی آگ پر تیل کا کام کیا:-

حضرت حمزہؓ کا اسلام قبول کرنا

حضرت حمزہؓ کا قاعدہ تھا۔ کہ تمام دن شکار کھیلتے اور واپسی پر کعبہ کا طواف کرکے اور قریش کی مجالس دیکھکر گھر آتے۔ ایک دن جب آپ واپس آئے۔ تو ایک لونڈی نے بتایا کہ آج ابوالحکم (ابوجہل) نے آپ کے بھتیجے کو نہایت غلیظ گالیاں دی ہیں۔ اس سے آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ اور فوراً کعبہ میں جاکر اپنی کمان ابوجہل کے سر پر ماری اور کہا۔ تونے محمدؐ کو گالیاں دی ہیں سُن لے کہ میں بھی اسی کے دین پر ہوں۔ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو غصہ تو بہت آیا۔ مگر آپ کا مقابلہ چونکہ کوئی آسان بات نہ تھی۔ اس لئے خاموش ہو رہے۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ تاریخ اسلام میں بہت مشہور ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو تکالیف پہنچانے میں اپنا تمام زور صرف کردیا۔ مگر پھر بھی اس نور کی اشاعت کو روک نہ سکے۔ آخر ارادہ کیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کرکے اس جھگڑے کو ہمیشہ کے لئے چکا دیا جائے۔ چنانچہ اسی ارادہ سے تلوار ہاتھ میں لے کر دار ارقم کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک شخص نے پوچھا۔ کہاں جا رہے ہو۔ جب انہوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ تو اس نے کہا۔ تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں پہلے ان کی خبر لو۔ یہ سُن کر ان کی آتش غضب بہت بھڑکی اور وہ سیدھے ان کے گھر گئے۔ اس وقت وہ اندر قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ عمرؓ آرہے ہیں۔ تو انہوں نے قرآن کی آیات چھپادیں۔ آپ اندر داخل ہوتے ہی بہنوئی سے گتھم گتھا ہوگئے۔ اور جب بہن بیچ بچاؤ کرنے کے لئے آگے بڑھی۔ تو اسے بھی زخمی کردیا۔ مگر اس نے کہا۔ ہم اسلام ہرگز نہ چھوڑینگے۔ جو تمہاری مرضی ہو۔ کرو۔ چنانچہ ایک تو بہن کو زخمی دیکھ کر اور دوسرے اس کی جرأت سے متاثر ہوکر آپ کا دل نرم ہوگیا۔ اور آپ نے قرآن کریم سننے کی خواہش کی۔ جب آپ کو کلام الٰہی سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ سُنایا گیا۔ تو آپ کی سعید فطرت پر اس کا ایسا اثر ہوا۔ کہ بے اختیار ہوکر آپ نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ اور پھر دار ارقم کی طرف روانہ ہوئے۔ ہاتھ میں اسی طرح تلوار تھی۔ جب دروازہ پر پہنچے۔ تو صحابہ نے دروازہ کھولنے میں تامل کیا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کچھ حرج نہیں کھولدو۔ چنانچہ وہ اندر گئے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کا دامن پکڑ کر فرمایا۔ عمرؓ کس ارادہ سے آئے ہو۔ اور کب تک ہم سے علیحدہ رہوگے۔ انہوں نے کہا۔ اسلام لانے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسرت سے نعرۂ توحید بلند کیا۔ اور تمام صحابہ نے بھی ایسا ہی کیا۔ حضرت عمرؓ کی عمر اس وقت ۳۳ برس تھی۔ اور آپ اپنے قبیلہ بنو عدی کے رئیس تھے۔

بنو ہاشم کا مقاطعہ

مسلمانوں کی ان کامیابیوں نے قریش کو بے حد برافروختہ کردیا۔ اور انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ تمام بنوہاشم سے قطع تعلق کرلیا جائے۔ اس غرض سے ایک معاہدہ لکھا گیا۔ کہ کوئی شخص بنو ہاشم سے کسی قسم کا لین دین نہ کرے۔ ان سے نہ کوئی چیز خریدے۔ اور نہ ان کے پاس فروخت کرے۔ اور نہ ہی ان سے کسی قسم کی قرابتداری رکھے۔ جب تک کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ نہ چھوڑدیں۔ یہ معاہدہ کعبہ میں آویزاں کردیا گیا۔ اب بنوہاشم کے لئے اسکے سوا چارہ نہ رہا۔ کہ وہ ایک جگہ اکٹھے رہیں۔ تا قریش کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ چنانچہ تمام بنوہاشم عام اس سے کہ مسلمان تھے۔ یا نہیں۔ شعب ابی طالب میں جو ایک پہاڑی درہ کی طرح تھا۔ پناہ گزیں ہوگئے۔ تمام مسلمان بھی بنوہاشم کے ساتھ ہی اس شعب میں جا رہے۔

مصائب

ان ایام میں ان محصورین پر جو جو مصائب آئے۔ ان کا مطالعہ سنگدل سے سنگدل آدمی کے جسم میں بھی کپکپی پیدا کردیتا ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء مہیا نہ ہوتی تھیں۔ صحابہ کا بیان ہے۔ کہ بعض اوقات انہیں خودرو جنگلی درختوں کے پتوں پر گزارہ کرنا پڑتا تھا۔ حضرت سعد بن وقاص کا بیان ہے۔ کہ ایک بار میں شدت گرسنگی سے ایسا بیتاب ہوا۔ کہ سوکھے ہوئے چمڑے کے ایک ٹکڑے کو پانی سے صاف کرکے نرم کیا۔ اور پھر اسے بھون کر کھا گیا۔ معصوم اور ننھے ننھے بے زبان بچے بھوک اور پیاس کی شدت سے اس قدر آہ وزاری کرتے۔ کہ دور دور تک ان کی آواز جاتی۔ مگر درندہ صفت اور ظالم قریش بجائے ترس کھانے کے ایسی دلفگار صداؤں کو سُن سُن کر خوش ہوتے۔ ہاں بعض لوگ ایسے بھی تھے۔ جو ان حالات کو دیکھ کر نہ رہ سکتے۔ اور پوشیدہ طور پر بنوہاشم کے لئے کھانے پینے کی اشیاء پہنچا دیتے۔ مصیبت اور تکلیف کے یہ ایام تین سال تک رہے۔ جن کا بنو ہاشم نے نہایت مردانگی اور حوصلہ سے مقابلہ کیا۔ اور قریش کے سامنے بالکل نہ دبے۔

بائیکاٹ کے معاہدہ کی تنسیخ

آخر خود قریش کی طرف سے ہی اس ظالمانہ معاہدہ کی تنسیخ کی تحریک ہوئی۔ ہشام مخزومی نے جو خاندان بنو ہاشم کا قرابتدار تھا۔ خفیہ خفیہ اس کے خلاف لوگوں کو اکسانے کی کوشش کی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں بعض نیک دل لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب ہوگیا۔ چنانچہ ایک دن صحن کعبہ میں ان میں سے ایک نے نہایت مؤثر الفاظ میں اس کی تنسیخ کے لئے اپیل کی۔ باقی ساتھیوں نے فوراً اس کی تائید کی لیکن ابوجہل بولا۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اور اس امر پر حیص بیص شروع ہوگئی۔ جس کے دوران میں ہی ایک شخص مطعم بن عدی نے اس معاہدہ کو اتار کر چاک کردیا۔ اس کے بعد یہ تمام ہم خیال لوگ ہتھیار باندھ کر شعب ابی طالب میں گئے۔ اور اپنی تلواروں کے سایہ میں محصورین کو باہر نکال لائے۔ یہ واقعہ بعثت نبوی کے دسویں سال کا ہے۔

عام الحزن

۱۰ اس سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پے بہ پے دو شدید صدمات پہنچے۔ یعنی چند ہی دنوں میں ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا۔ اس وجہ سے مسلمان اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال کہنے لگے۔

ابو طالب کی وفات

ابوطالب کی وفات سے قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس آئے۔ اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ مگر انہوں نے جواب دیا میں ضرور مان لیتا۔ مگر قریش کہینگے ابوطالب موت سے ڈر گیا۔ اس جواب سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت رنج ہوا اور آپ وہاں سے اُٹھ آئے۔ مگر کہا۔ کہ میں اپنے رب سے آپ کے لئے مغفرت کی دعا کروں گا۔ سوائے اس کے کہ مجھے ایسا کرنے کی ممانعت کردی جائے۔ ابوطالب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جس قدر امداد پہنچ رہی تھی۔ اس کا ذکر کرنا تحصیل حاصل ہے۔ اور اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لازماً بہت صدمہ ہوا۔

حضرت خدیجہؓ کا انتقال

ابوطالب کی وفات کے چند ہی یوم بعد یعنی رمضان نسلہ نبوی میں حضرت خدیجہؓ کا ۶۵ برس کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خدمات کی ہیں۔ اور شدید رنج وغم کی گھڑیوں میں جس ثابت قدمی اور وفاداری سے آپکا ساتھ دیا ہے۔ ناممکن تھا۔ کہ انہیں یاد کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غمگین نہ ہوتے۔ چنانچہ روایات سے ثابت ہے۔ کہ آخر عمر تک جب کبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آتا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے۔ حضرت خدیجہؓ مقام حجون میں دفن کی گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے انہیں سپرد خاک کیا۔ اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نہ ہوا تھا۔

تحقیق الادیان

کیا یسوع مسیح ابن اللہ تھے؟

عیسائی صاحبان کا دعویٰ ہے۔ کہ یسوع مسیح ابن اللہ تھے قطع نظر اس سے کہ یسوع مسیح کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کی تردید کر رہا ہے۔ اور عقل انسانی میں اسے درست تسلیم کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ خود بائیبل مقدس بھی عیسائی صاحبان کے اس عقیدہ کی تائید نہیں کرتی۔ بلکہ اس کے خلاف ثبوت پیش کرتی ہے۔ ذیل میں ہم عیسائی صاحبان کے ان دلائل کو پیش کر کے جو ان کی طرف سے یسوع مسیح کے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے پر دیئے جاتے ہیں۔ انجیل کے ہی حوالوں سے ان کی تردید ثابت کرتے ہیں

پہلی دلیل اور اس کا رد

پہلی دلیل جو عیسائی صاحبان کی طرف سے پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ یسوع مسیح کو توریت و انجیل میں خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اس سے معلوم ہوا۔ کہ وہ خدا کا بیٹا تھا

اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا کا بیٹا کے الفاظ توریت وانجیل میں صرف یسوع مسیح کے لئے ہی نہیں استعمال کئے گئے۔ بلکہ اور بھی بہت سے لوگوں کے متعلق بولے گئے ہیں۔ اب اگر اس لفظ سے یسوع مسیح کو مخاطب کرنے سے وہ خدا کا بیٹا قرار پا سکتے ہیں تو عیسائی صاحبان کو چاہیئے وہ دوسرے لوگ جنہیں اسی لفظ سے مخاطب کیا گیا ہے انہیں بھی ابن اللہ قرار دیں۔ لیکن عیسائی اس کے لئے تیار نہیں اور یسوع مسیح کو ہی خدا کا اکلوتا بیٹا قرار دیتے ہیں۔

ذیل میں وہ حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔ جن میں خدا کا بیٹا کا محاورہ استعمال کیا گیا ہے۔

اسرائیل خدا کا بیٹا ہے

(۱) خروج باب ۴ میں آتا ہے:۔

”خداوند نے موسیٰ کو کہا۔ کہ جب تو مصر میں داخل ہووے۔ تو دیکھ سب معجزے جو میں نے تیرے ہاتھ میں رکھے ہیں۔ فرعون کے آگے دکھلائیو۔ لیکن میں اس کے دل کو سخت کروں گا۔ کہ وہ ان لوگوں کو جانے نہ دے گا۔ تب فرعون کو یوں کہیو۔ کہ خدا نے یوں فرمایا ہے۔ کہ اسرائیل میرا بیٹا۔ بلکہ میرا پلوٹھا ہے۔ سو میں تجھے کہتا ہوں۔ کہ میرے بیٹے کو جانے دے۔ تاکہ وہ میری عبادت کرے“

اس حوالہ میں اسرائیل کو نہ صرف بیٹا بلکہ پلوٹھا بیٹا کہا گیا ہے۔ لیکن کوئی عیسائی انہیں اس طرح خدا کا بیٹا تسلیم نہیں کرتا جس طرح یسوع مسیح کو سمجھتا ہے۔

سلیمان خدا کا بیٹا ہے

تواریخ ۱ باب ۲۲ میں آتا ہے۔

”اس نے اپنے بیٹے سلیمان کو بلایا۔ اور اسے حکم دیا۔ کہ خداوند اسرائیل کے خدا کے لئے گھر بناوے۔ اور داؤد نے سلیمان سے کہا۔ اے میرے بیٹے میں جو ہوں۔ سو میرے دل میں تھا۔ کہ خداوند اپنے خدا کے نام کے لئے ایک گھر بناؤں۔ لیکن خداوند کا کلام اس مضمون کا مجھ پر اترا۔ کہ تو نے بہت سی خونریزی کی۔ اور بڑی لڑائیاں لڑیں تجھ سے میرے نام کے لئے گھر نہ بنانا ہوگا۔ کیونکہ تو نے زمین پر میرے آگے بہت لہو بہایا ہے۔ دیکھ تجھ سے ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ وہ صاحب صلح ہوگا۔ اور میں اسے اس کی چاروں طرف کے سارے دشمنوں سے صلح دونگا۔ کہ سلیمان اس کا نام ہوگا۔ اور امن و آرام میں اس کے دنوں میں اسرائیل کو بخشوں گا۔ وہی میرے نام کے لئے ایک گھر بنائے گا وہ میرا بیٹا ہوگا۔ اور میں اس کا باپ ہوں گا“

اس حوالہ میں حضرت داؤد ایک طرف تو حضرت سلیمان کو بیٹا بیٹا کہکر مخاطب کرتے ہیں اور دوسری طرف خدا کا کلام سناتے ہیں جس میں یہ خوشخبری دیتے ہیں۔ کہ خدا نے حضرت سلیمان کو اپنا بیٹا اور اپنے آپ کو ان کا باپ کہا ہے۔ مگر کوئی عیسائی ہے۔ جو حضرت سلیمان کی الوہیت کا اس لئے اقرار کرتا ہو۔ کہ انہیں خدا نے اپنا بیٹا کہا۔

یتیم خدا کے بیٹے ہیں

ان حوالوں سے تو یہ ثابت ہے۔ کہ خدا نے اپنے مقدس اور برگزیدہ بندوں کو اپنا بیٹا کہا۔ ان کے علاوہ بائیبل میں خدا نے یتیموں کو بھی اپنا بیٹا قرار دیا ہے۔ چنانچہ آتا ہے:۔

”یتیموں کا باپ اور بیواؤں کا والی اپنے مکان مقدس میں خدا ہے“ (زبور ۶۸ آیت ۶)

باغی اور گنہگار خدا کے بیٹے ہیں!

اور تو اور نافرمان باغی اور گنہگار لوگوں کو بھی خدا کا لڑکا قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ آتا ہے:۔

”خداوند فرماتا ہے۔ ان باغی لڑکوں پر افسوس کہ ایسی مصلحت کرتے ہیں۔ جو میری طرف سے نہیں۔ اور عہد و پیمان کرتے ہیں جو میری روح کی طرف سے نہیں۔ تاکہ گناہ پر گناہ کریں۔ (یسعیاہ باب ۳۰)

پس جبکہ بائیبل میں خدا نے باغی اور گنہگار لوگوں کو بھی اپنا بیٹا قرار دیا ہے۔ تو پھر یسوع مسیح کے متعلق خدا کا بیٹا کے الفاظ آنے سے ان کی الوہیت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے۔ اور ان کے خدا کا بیٹا ہونے میں کوئی خاص خصوصیت کس طرح سمجھی جا سکتی ہے

یسوع مسیح انسان تھا

دوسری دلیل عیسائیوں کی طرف سے یہ دی جاتی ہے۔ کہ چونکہ یسوع مسیح کو ابن اللہ کہا گیا ہے۔ اس لئے وہ خدا کا خاص بیٹا ہے اور اپنے اندر خدائی صفات رکھتا ہے۔ لیکن جہاں اسے ابن اللہ کہا گیا ہے۔ وہاں ہی انسان کا بیٹا بھی کہا گیا ہے۔ چنانچہ سب سے معتبر انجیل متی کی پہلی آیت ہی میں آتا ہے۔

”یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابراہیم کا نسب نامہ“

یہ تو عیسائی بھی مانتے ہیں۔ کہ داؤد انسان تھے۔ اور انسان کی نسل سے انسان ہی پیدا ہو سکتا ہے۔

پھر آتا ہے:۔

”ابن آدم کھاتا پیتا آیا“ (متی باب ۱۱ آیت ۱۹)

جبکہ یسوع مسیح میں وہ تمام باتیں پائی جاتی تھیں۔ جو انسانیت کا خاصہ ہیں۔ تو پھر بائیبل کے ان الفاظ کو درست ماننا پڑے گا جنمیں انہوں نے اپنے انسان ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اور جہاں اپنے آپکو ابن اللہ کہا ہے۔ وہاں استعارہ قرار دینا پڑے گا۔ جس طرح توریت اور انجیل میں اور جن مقامات کے ابن اللہ کا لفظ بولا گیا ہے۔ وہاں استعارہ ہی سمجھا جاتا ہے اور انہیں محض انسان قرار دیا جاتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ یسوع مسیح میں کونسی ایسی خصوصیت ہے۔ جس کی وجہ سے اسے تو خدا کا بیٹا بلکہ مجسم خدا سمجھا جاتا ہے۔ اور باقیوں کو محض انسان خیال کیا جاتا ہے۔

یسوع مسیح کے معجزے

یسوع مسیح کی الوہیت اور ابن اللہ ہونے کے متعلق ایک دلیل ان کے معجزات پیش کی جاتی ہے۔ اور ان کا سب سے بڑا معجزہ مردوں کو زندہ کرنا بتایا جاتا ہے۔ اول تو انجیل کے محاورات اور خود ان واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح نے مردے زندہ نہیں کئے۔ لیکن اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ مردہ زندہ کئے تھے۔ تو یہی معجزہ بائیبل کی رو سے اور بھی کئی انبیاء نے دکھایا۔ چنانچہ سلاطین ۲ باب چار میں لکھا ہے

”جب الیسع اس گھر میں پہنچا۔ تو دیکھا۔ وہ لڑکا مرا ہوا اس کے پلنگ پر پڑا تھا۔ سو وہ اندر گیا۔ اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے خداوند سے دعا مانگی۔ اور چڑھ کے اس کے اوپر لیٹا۔ اور اس کے منہ پر اپنا منہ رکھا۔ اور اسکی آنکھوں پر اپنی آنکھیں۔ اور اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ اور اپنے تئیں لڑکے کے اوپر پسارا۔ تب اس لڑکے کا بدن گرم ہونے لگا۔ پھر وہ اٹھا۔ اور اس کے گھر میں ٹہلا۔ اور پھر چڑھ کے اس لڑکے سے لپٹا۔ اور وہ لڑکا سات بار چھینکا اور لڑکے نے اپنی آنکھیں کھول دیں“

حزقیل باب ۳۷ میں ذکر ہے۔ کہ حزقیل نے ہزاروں مردوں کی ہڈیوں کو جو نہایت سوکھی ہوئی تھیں۔ جوڑ کر زندہ انسان بنا دیئے۔

اسی طرح سلاطین ۱ باب ۱۷ میں آتا ہے۔ کہ ایلیا نے ایک مردہ لڑکے کو زندہ کیا۔ اب اگر یسوع مسیح مردے زندہ کرنے کی وجہ سے خدا سمجھا جا سکتا ہے۔ تو الیسع حزقیل اور ایلیا وغیرہ کو اس وجہ سے کیوں نہ خدا سمجھیں۔ لیکن عیسائی ان کو انسان ہی سمجھتے ہیں۔

دراصل نہ تو ان انبیاء نے جسمانی مردے زندہ کئے اور نہ یسوع مسیح نے۔ بلکہ سب نے روحانی مردے زندہ کئے۔ یا پھر ان کی دعا سے بعض قریب المرگ جنہیں مردہ سمجھ لیا گیا۔ صحت یاب ہو گئے۔ اس سے ان کا خدا رسیدہ ہونا ثابت ہے۔ لیکن یہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ خود خدا تھے۔

مراسلات

مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ وتفسیر القرآن پر سرسری نظر

ایک عرصہ سے غیر مبایعین نے مولوی محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمہ وتفسیر قرآن مجید کی تعریف و توصیف میں آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے۔ اور اس تصنیف کو خالصتہً مولوی صاحب کی خداداد دیانت اور دماغ سوزی کا رہین منت قرار دیکر دورِ حاضرہ کی بہترین و بے نظیر تفسیر مشہور کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

تفسیر کے تین حصّے

اس تفسیر کے تین حصے کئے جا سکتے ہیں۔ اوّل وہ حصہ ہے جس میں ائمہ کرام و مفسرین ونیز مسلم وغیر مسلم علماء اور محققین کے اقوال اور آراء ہی کو پیش کیا گیا ہے۔ اور ان کی بناء پر تفسیر مرتب کی گئی ہے۔ دوئم وہ حصہ ہے جس میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم اور تحقیق پیش کی گئی ہے۔ لیکن ساری تفسیر میں حضرت اقدس کے نام اور کلام یعنی تصانیف و لٹریچر کا حوالے یا سند کے طور پر کہیں بھی ذکر نہیں کیا گیا جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب و لٹریچر سے ناواقف لوگوں کو بلا شبہ یہ دھوکہ لگ سکتا ہے کہ گویا یہ تمام علم و فہم اور تحقیق و خیالات عالیہ مولوی محمد علی صاحب کی عالی دماغی کا ہی نتیجہ ہیں۔ سوئم وہ حصہ ہے جس میں مولوی محمد علی صاحب نے تفسیر بالرائے کی ہے۔ اس حصہ کی آگے تین شقیں ہو جاتی ہیں۔

شق اول سے وہ مقامات تفسیر مراد ہیں۔ جہاں مولوی صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ معانی و تفسیر کی تردید یا اس سے اختلاف کیا ہے۔ شق دوئم سے وہ مقامات مراد ہیں۔ جہاں مولوی صاحب نے حضرت اقدس کے مطالب و معانی و دعاوی کو عمداً پیش نہیں کیا۔ یا بالکل گول مول اور نہایت مختصر طریق پر مضمون کو ادا کر دیا ہے۔ شق سوئم سے وہ مقامات مراد ہیں۔ جہاں مولوی صاحب نے اپنی طبع کو جولانی دیکر قرآن کریم کے معانی اپنے اجتہاد سے بیان کئے ہیں۔ اور در اصل دیکھا جائے۔ تو جاری تفسیر میں صرف یہی وہ مقامات ہیں۔ جن کی تفسیر مولوی صاحب کی لیاقت۔ فراست و فہم کا نتیجہ قرار دی جا سکتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہی وہ حصہ ہے۔ جو نہ صرف ہر طبقہ کے مفسرین حتّٰی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اجتہاد اور اعتقاد سے بھی بالکل مختلف۔ بلکہ برعکس اور قرآن کریم کی رُوح کو کُچلنے والا ہے۔ اور دہریّت اور نیچریت کے زہر کے جراثیم کو پوری طرح اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ تفسیر زیر بحث کے حصص اور ان کی نوعیت کے متعلق اس قدر بیان کر چکنے کے بعد ہم علی الترتیب ہر ایک حصہ کو لیتے ہیں۔ اور جو کچھ رائے ہم نے ہر ایک حصہ کے متعلق اوپر بیان کی ہے۔ اس کی تائید و تصدیق میں خود تفسیر ہی سے ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کرنے میں بخل

حصہ اوّل کے متعلق ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ کہ تفسیر زیر بحث کے دیباچہ کے صفحہ ۱۱۲ پر ان کتب اور علماء و محققین کی جو فہرست دی گئی ہے۔ جن کی تصانیف سے تفسیر مرتب کرتے وقت فائدہ اُٹھایا گیا ہے۔ اس میں چالیس سے زیادہ معروف وغیر معروف کتب مسلم وغیر مسلم علماء اور مفسرین کے نام درج ہیں۔ حتّٰی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہمعصر سر سید احمد خان اور ان کی تفسیر کا نام بھی درج نظر آتا ہے۔ لیکن اگر کام (یعنی تصانیف) اور نام اس طویل فہرست میں درج نہیں کیا گیا۔ تو اس عظیم الشان انسان کا جسے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ اور جری اللہ فی حلل الانبیاء بنا کے بھیجا۔ جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلام بھیجا۔ اور جن کی نسبت اپنی امت کو بدیں الفاظ بشارت فرمائی۔ کہ "اسلام کیونکر ہلاک ہو سکتا ہے جبکہ اس کے شروع میں مَیں اور آخر میں مسیح موعود ہیں"۔ ہاں ہاں وہ عالیشان انسان جو آسمان کے انوار و برکات لیکر آیا۔ اور یہ بانگ دہل اعلان کیا ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں ؛ نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

پُشتیِ دیوارِ دین اور مامنِ اسلام ہوں ؛ نارسا ہے دستِ دشمن تا بفرق این جدار

میں وہ پانی ہوں۔ کہ آیا آسمان سے وقت پر ؛ میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

قوم کے لوگو اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب ؛ وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

افسوس صد افسوس کہ مولوی صاحب کی حکمت عملی اور بخل نے اتنا بھی گوارا نہ کیا۔ کہ اپنی تفسیر کی فہرست میں اس امام عالی مقام کا نام درج کیا جاتا۔ جس کی آمد کے انتظار میں کروڑوں مسلمان راہ تکتے تکتے گزر گئے۔ جسے خود خدا تعالیٰ نے قرآن کا علم عطا کیا تھا۔ جس نے دنیا میں قرآن کے وہ وہ معارف اور حقائق بیان کئے جن کی مثال لانے سے ساری دنیا باوجود چیلنج دینے کے عاجز رہی۔ جس کے عشقِ قرآن کا یہ عالم تھا ؎

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے ؛ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں ؛ قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

جس کے عرفانِ قرآنی و طہارت قلبی کی یہ کیفیت تھی ؎

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے ؛ اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا ؛ میری مرہم سے شفا پائیگا ہر ملک و دیار

الغرض اس حصہ تفسیر میں اگر مولوی صاحب کا کوئی کمال نظر آتا ہے۔ تو وہ یہی ہے۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام چھپانے اور آپ کی تصانیف کا ذکر نہ کرنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔

اب ہم دوسرے حصہ تفسیر کو لیتے ہیں۔ اس میں جہاں جہاں روحانی حلاوت پائی جاتی ہے۔ وہ صرف وہی حصہ ہے۔ جہاں مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ معانی اور تفسیر کو نقل کر دیا ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرتے۔ تو بلا ریب تفسیر زیر بحث دیگر عام تفاسیر کی مانند محض رُوکھی پھیکی اور نکمی باتوں کا مجموعہ بن کر رہ جاتی۔ لیکن ان تمام مقامات میں بھی مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب وغیرہ کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ ان کا ایسا کرنا دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ رائے عامہ کے مخالف ہو جانے سے ڈر گئے۔ یا پھر دنیا میں اپنی فضیلت و علمیت کا سکہ بٹھانے اور خراج تحسین حاصل کرنے کے لئے اس سرقہ کے مرتکب ہوئے۔ بہرکیف جو بھی وجہ ہو۔ اس سے مولوی صاحب کی پرلے درجہ کی علمی بددیانتی اور ایمانی کمزوری ظاہر ہے حیف! کہ ذاتی نمود یا چند سکوں کی خاطر کہ مبادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام اور لٹریچر کا ذکر کرنے سے تفسیر بکنے سے رہ جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں پیش نہ کیا۔!

ہم جانتے ہیں۔ کہ اس کے جواب میں مولوی صاحب اور ان کے رفقاء اس تفسیر کے دیباچہ کے صفحہ ۹۲ کا حوالہ دینگے۔ جو ہماری نظر سے اوجھل نہیں۔ مگر اس سے بھی ان کے افسوسناک فعل کی پردہ پوشی نہیں ہوتی۔ بلکہ ان پر دھوکہ دہی کا الزام عائد ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں مضمون کے دوسرے حصہ میں ثابت کرونگا۔

(خاکسار ملک عزیز محمد بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ علی پور)

ایک نئی تاریخ ہند کے خلاف آواز

آجکل سیکنڈری سکولوں کی کتب کے مصنف عام طور پر ہندو صاحبان ہیں۔ وہ مسلمانوں کی دل آزاری اور تکلیف دہی اور اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کی خاطر کوشش کرتے ہیں۔ اور محکمہ تعلیم بڑی فراخدلی سے ان کتابوں کو سکولوں کیلئے منظور کر لیتا ہے۔

تاریخ ہند حصہ اول مصنفہ لالہ رگھوناتھ سہائے صاحب جو حال ہی میں ۱۹۳۱ء میں چھپی ہے۔ اس کے صفحہ ۲۳۸ پر محمد تغلق بادشاہ کے متعلق لکھا ہے۔

"ایک دفعہ آنحضرت کو فارس اور تاتار کی فتح کا شوق چرایا"۔

ہر پڑھے لکھے انسان پر یہ امر واضح ہے۔ کہ آنحضرت صرف حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی مسلمان بولتے ہیں۔ اور کسی بزرگ کے لئے بھی بولنا ناپسند کرتے ہیں۔ چہ جائیکہ محمد تغلق کے متعلق یہ لکھا جائے۔ اسی تاریخ ہند کے حصہ دوئم صفحہ ۲۲۷ پر سوامی دیانند کا فوٹو دیکر لکھا ہے "۱۸۸۳ء میں ہندو مذہب کے سب سے بڑے ریفارمر سوامی دیانند فوت ہوئے۔۔۔۔۔ سب سے پہلا شخص جس نے ہندوستانیوں کی آزادی کی تڑپ پیدا کی۔ وہ آپ ہی تھے۔ آپ کی یادگار ستیارتھ پرکاش ہے۔ آریوں کے نزدیک اس کی اہمیت اور وقعت دوسرے مذہبوں کی الہامی کتابوں سے کم نہیں"۔

ہر وہ شخص جس نے ستیارتھ پرکاش کے چند ہی اوراق پڑھے ہونگے۔ جانتا ہے۔ کہ یہ کسقدر دل آزار اور فتنہ انگیز ہے۔ کیونکہ اس میں تمام دنیا کے ریفارمروں اور تمام مذاہب کے ہادیوں کو بہت بُرے الفاظ میں مخاطب کیا گیا ہے۔ ذمہ وار افسروں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور ایسی کتاب کو سکولوں میں رائج کرنے سے روکنا چاہیئے۔ (عاجز [illegible])

وصیتیں

نمبر ۳۳۱۲:- میں مسماۃ ایمنہ بی بی زوجہ مظفر خاں صاحب حوالدار قوم جمٹ سکنہ پنڈی رام پور ڈاک خانہ کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱-۴-۱۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میری جائداد موجودہ مہر مبلغ پانسو روپیہ بصورت اراضی مالک قبضہ واقعہ رقبہ کھاریاں ضلع گجرات کا ۱/۱۰ حصہ عہ روپیہ

(۲) سونا دس تولہ قیمت بحساب درجو موجودہ اس وقت عہ روپیہ فی تولہ قیمتی مالعہ کا ۱/۱۰ حصہ عہ

کل جائداد اس وقت مبلغ معہ روپیہ کی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد اس جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کچھ روپیہ بعد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

العبد:- ایمنہ بی بی بقلم خود- گواہ شد:- محمد الدین والد موصیہ۔ گواہ شد:- غلام یسین برادر موصیہ

نمبر ۳۳۸۲:- میں شیر بہادر خاں ولد ملک محمد یار خاں قوم اعوان ساکن ڈھوکڑی ضلع شاہپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱-۲-۲۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے زرعی زمین دس بیگھے جس کی قیمت اندازاً ۱۵۰۰ روپے ہے- اور ایک مکان سکنی رقبہ قریباً ۱/۴ ۳ کنال جس کی اندازاً قیمت پانچ صد روپیہ ہے- لیکن میرا گذارہ صرف اسی جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے- جو کہ اس وقت -/۱۷ روپے ماہوار ہے- میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ جو میری جائداد بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں- تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد:- شیر بہادر خاں گرداور قانون گو سٹھ لک ضلع شاہپور

گواہ شد:- محمد ابراہیم سکرٹری وصایا بنکانہ صاحب

گواہ شد:- محمد شریف وکیل منٹگمری

نمبر ۳۳۷۶:- میں نواب خاں ولد گلاب خاں جٹ ساکن چہور ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱-۳-۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں- میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے- زرعی اراضی دو بیگھے واقع چہور ضلع سیالکوٹ قیمتی تقریباً چار صد روپیہ ہے میرا گذارہ اس پر نہیں ہے- میری سالانہ آمد قریباً دو سو روپیہ سالانہ ہے- جس کا ۱/۱۰ حصہ میں تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور میں یہ بھی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں کہ میرے متروکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وارث ہوگی- العبد:- نشان انگوٹھہ نواب خاں- گواہ شد:- محمد شریف وکیل منٹگمری- گواہ شد:- محمد ابراہیم سکرٹری وصایا۔

نمبر ۳۳۴۹:- میں محمد عبد اللہ خاں ولد مہر الدین قوم گوجر ساکن کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱-۳-۱۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں- میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے- اراضی رقبہ پچاس بیگھہ تخمیناً واقعہ موضع کھاریاں ضلع گجرات جس کی کل قیمت تقریباً دس ہزار روپیہ ہے لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت اٹھائیس روپیہ ماہوار ہے- میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی- اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کروں- وصیت کی مد میں- تو بھی اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا- العبد:- محمد عبد اللہ خاں بقلم خود- گواہ شد:- فضل الٰہی برادر موصی- گواہ شد:- ابراہیم ولد میاں محمد قوم گوجر ساکن سماعیلہ- کھاریاں- گجرات

نمبر ۳۳۴۸:- میں فضل الٰہی ولد مہر الدین قوم گوجر ساکن کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱-۳-۱۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) میری موجود جائداد اراضی مملوکہ و مقبوضہ رقبہ تخمیناً پچاس بیگھ واقع کھاریاں ضلع گجرات ہے جسکی قیمت تخمیناً دس ہزار روپیہ ہے- العبد:- فضل الٰہی موصی بقلم خود- گواہ شد:- محمد عبد اللہ خاں مدرس ڈی بی سکول کھاریاں- گواہ شد:- ابراہیم ولد میاں محمد ساکن سماعیلہ ضلع گجرات

جماعت احمدیہ چندوسی

جماعت احمدیہ چندوسی ضلع مراد آباد نے ۳۰- اپریل سنہ ۱۹۳۱ء تک اپنا بجٹ پورا کر دیا تھا- مگر چونکہ ۲- جون کی رپورٹ میں اس جماعت کا نام غلطی سے رہ گیا تھا- اس لئے اب شائع کیا جاتا ہے:-

ناظر بیت المال قادیان

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مُردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم شاہی حکیم کی مجرب محافظ اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و الم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ عہ

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً ۱۱ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ عہ لیا جائیگا۔

حب مقوی اعصاب

فولاد کی گولیاں

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ یہ گولیاں خون پیدا کرنے چست و توانا بنانے رنگ سُرخ کرنے کے علاوہ دماغ کے لئے خاص علاج ہیں:

قیمت پچیس گولیاں ایک روپیہ ۸؍

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان دارالامان

جدید انگلش ٹیچر کو دیکھ کر

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یاد آ گیا

جناب ماسٹر ملیح الدین صاحب بلھوری سکول پوروہ کانپور فرماتے ہیں آج تک میری نظر میں دو کتابیں لڑکوں کی شیخ ہدایت کے لئے درجہ اولیٰ رکھتی تھیں۔ لیکن کتاب جدید انگلش ٹیچر مصنفہ ماسٹر صدیق الحسن خان کو دیکھ کر خدا کا کلام فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یاد آ گیا۔ درحقیقت یہ کتاب بھی اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ براہ مہربانی ایک اور کتاب اس پتہ پر ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔

جناب آمنہ بیگم صاحبہ دختر جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب فرجی جمعدار قادیان تحریر فرماتی ہیں۔ جدید انگلش ٹیچر کو جیسا سنا کرتی تھی۔ اس سے اولیٰ اور بہتر پایا۔ میں نے انگریزی میں کافی سے زیادہ لیاقت حاصل کر لی ہے۔ اور انگریزی گرامر سے خوب واقفیت ہو گئی ہے۔ جس کے لئے میں مصنف کی بہت مشکور ہوں۔ کیونکہ اس کے بغیر میں انگریزی میں اس قدر لیاقت نہ حاصل کر سکتی تھی۔ وہ لوگ جو اپنی پردہ دار لڑکیوں کیلئے گھر میں استاد نہ رکھ سکتے ہوں۔ انکے لئے یہ کتاب بہت مفید ثابت ہو گی۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ اگر لائق استاد کی طرح انگریزی نہ سکھائے۔ تو کل قیمت واپس منگوالیں:

قمر برادرز (الف) شملہ

بخار کی چٹکی

اس امریکن دوا کی تین چٹکی۔ تھوڑے گرم پانی میں ملا کر پندرہ پندرہ منٹ کے بعد دینے سے ہر قسم کا بخار۔ زکام۔ پسلی نمونیہ۔ پلیگ موتی جھرہ۔ چیچک۔ پتلے ہرے دست آنا۔ لُو اور گرمی کا اثر دفع ہو جاتا ہے۔ مقوی ہے۔ ٹانک کا کام دیتی ہے۔ آزمائش شرط ہے:

ڈاکٹر محمد حسن احمدی ایم۔ ڈی۔ ایچ ایس
بیری اکبر پور کانپور

رشتہ مطلوب ہے

ایک مخلص احمدی کی دو لڑکیوں کے لئے دو ایسے لڑکوں کی ضرورت ہے۔ جو دیندار۔ شریف اور سلسلہ کے لئے غیرت رکھنے والے ہوں۔ لڑکیاں ایک صالح باپ کی ہیں۔ صحت و تندرستی اچھی ہے۔ ضروری نوشت و خواند کر سکتی ہیں۔ عمر ۱۶-۱۴ سال۔ خط و کتابت اس پتہ پر کریں:

عرفانی دفتر اخبار سالار پوسٹ نمبر ۸ بمبئی

شربت فولاد

عورتوں کی بیماریاں متعلقہ رحم کمی و بیشی حیض نا طاقتی اٹھرا اور ہسٹیریا کی بہترین دوا ہے

قیمت فی شیشی پچاس خوراک دو روپے محصول ۸؍

تیار کردہ فیض عالم میڈیکل ہال قادیان

فروخت اراضی

میں اپنی چار گھماؤں اراضی جو کہ چاہ متصل قادیان وڈھاب واقع ہے۔ رہن کرنا چاہتا ہوں۔ ایک ہزار روپیہ کے عوض رہن کردوں گا خواہشمند احباب مجھ سے خط و کتابت کریں۔ والسلام

چوہدری غلام حسن سفید پوش چک نمبر ۱۰۵ اعلیٰ آبا جھنگ برانچ ڈاک خانہ فرید آباد ضلع لائل پور ۲ ۶/۳

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتایا ہوا ہے۔ یہ امراض شکم خاص کر قبض کے لئے نہایت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ اور قبض و پیٹ کی صفائی کیلئے بہت مفید پایا۔ اس لئے یہ گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔ ترکیب استعمال صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمائیں۔ قیمت ۶۴ گولی معہ محصولڈاک عہ (ایک روپیہ)

پتہ: عزیز منزل محلہ دار الفضل قادیان دارالامان

نئی ایجاد

ایک نہایت مجرب دوائی اکسیر تسہیل ولادت مستورات کے لئے خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ بلا تامل منگاؤ۔ اور اس کے خدا داد اثر کا مشاہدہ کرو۔ کہ کس طرح ولادت کی نازک اور مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں: قیمت مع محصولڈاک عہ ۸؍

ملنے کا پتہ:

منیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

— لندن کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ مزدور حکومت کے لئے فضاء مکدر ہو رہی ہے۔ مالیہ اراضی کے بل پر اسے ایک بار شکست ہو چکی ہے۔ اور آئندہ کے لئے بھی سخت خطرہ لگا ہوا ہے۔ چنانچہ اپنی پارٹی کے ان ارکان کو جو جنیوا گئے ہوئے ہیں۔ تار دیا گیا ہے کہ ووٹوں کے لئے ہوائی جہاز کے ذریعہ لندن پہنچیں۔

— وائس چانسلر علیگڑھ یونیورسٹی کے ایک مکتوب کے جواب میں چیف جسٹس عدالت عالیہ لاہور نے لکھا ہے کہ پنجاب ہائیکورٹ ہر سال علیگڑھ یونیورسٹی کے پانچ پنجابی لا گریجوایٹوں کو وکلائے پنجاب کی فہرست میں شامل کر لیا کرے گی

— پچھلے دنوں امرتسر کے ایک بزاز پر جب کہ وہ رات کے وقت ٹانگے پر جا رہا تھا۔ پستول سے حملہ کیا گیا تھا۔ پولیس نے ایک ہندو کا اس سلسلہ میں چالان کیا۔ عدالت نے اسے گولی چلانے کے جرم میں ۷ سال قید بعبور دریائے شور اور پانسو روپیہ جرمانہ یا ۴ ماہ قید مزید۔ اور پستول رکھنے کے جرم میں تین سال قید با مشقت اور سو روپیہ جرمانہ یا آٹھ ماہ قید مزید کی سزا دی۔ سزائیں یکے بعد دیگرے شروع ہونگی

— فسادات کانپور کی رپورٹ پر بحث کے دوران میں دارالعوام میں بعض ممبروں کی طرف سے درخواست کی گئی۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے خلاف کوئی کاروائی کی جائے۔ وزیر ہند نے کہا۔ ان سے دریافت کیا گیا تھا۔ کہ وہ رخصت پر جانا چاہتے ہیں یا انہیں تبدیل کر دیا جائے۔ انہوں نے رخصت پر جانا منظور کر لیا ہے۔ اس کے سوا ان کے خلاف کوئی کاروائی نہ کی جائیگی۔

— فرانس کے جدید صدر موسیو ڈومر نے اپنے عہدے کا جائزہ لے لیا ہے۔

— کانگرس میں مختلف مقامات پر جو افتراق پیدا ہو رہا ہے اس کی اطلاع اکثر درج کی جاتی رہتی ہے۔ اسی سلسلہ میں سورت اور ناتوڑ میں بھی کانگرس کمیٹیوں میں سخت تفرقہ کی خبر موصول ہوئی ہے۔

— ایف۔ اے کے امتحانات کے لئے پنجاب یونیورسٹی نے ۵۴ سپرنٹنڈنٹ مقرر کئے ہیں۔ جن میں صرف ۷ مسلمان ہیں۔ صوبہ کی اہم اکثریت کی اس طرح حق تلفی نہایت ہی افسوسناک ہے۔

— حیدرآباد سندھ کے صرف ایک صوبہ شکارپور میں سارداایکٹ کی مخالفت کے لئے پانسو نابالغوں کی شادیاں عمل میں آچکی ہیں۔ یہ بل پاس کر کے حکومت نے خواہ مخواہ ایک نیا جھگڑا مول لے لیا ہے۔

— سکھدیو راج کو جسے شالامار گارڈن میں گرفتار کیا گیا تھا ملزمین سازش جدید کے زمرہ میں شامل کر کے عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ اس نے بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ میں انقلاب پسند ہوں۔ اور مجھے اس پر فخر ہے۔

— ۱۵ جون کو انگلستان میں طوفان باد آیا۔ جس سے بعض آدمی ہلاک ہو گئے۔ ہزاروں مکانات گر گئے۔ سینکڑوں درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔ کارخانوں کی چمنیاں گر گئیں۔ ایک گرجے پر بجلی گری۔ ایک سو مکان سیلاب کی زد میں آگئے۔ ٹرینوں کی آمد و رفت بند ہو گئی۔

— تناولی میں ایک برات کے موقع پر آتش بازی میں آگ لگ گئی۔ جس سے تین آدمی ہلاک ہو گئے۔ بعض لوگوں نے جان بچانے کی خاطر کنوئیں میں چھلانگیں لگا دیں۔

— پٹنہ کے قریب حاجی پورہ سٹیشن پر سٹیشن ماسٹر نقدی کا تھیلا لئے گاڑی کا منتظر تھا۔ کہ اچانک ڈاکوؤں نے حملہ کر کے تھیلہ چھین لیا۔ سٹیشن ماسٹر اور ایک قلی نے ایک کو پکڑ لیا۔ مگر اس کے ساتھیوں نے فائر کر کے دونو کو مجروح کر دیا۔ اور ساتھی کو لے کر بھاگ گئے۔

— افواہاً سنا گیا ہے۔ کہ منیلورہ کالج کے متعلق جو مجلس تحقیقات مقرر ہوئی ہے۔ اس کے صرف ۲ ممبر ہوں گے۔ ایک یورپین۔ دوسرا مسلمان۔ یورپین کے متعلق تو ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن معلوم ہوا ہے۔ کہ مسلمان ممبر نواب حاجی سر رحیم بخش ہونگے

— ہسپانیہ کا لاٹ پادری انقلابی تحریک کے خلاف سازش کے شبہ میں ملک بدر کر دیا گیا ہے۔

— ہسپانیہ کے ملوکیت پرستوں نے ایک جلسہ کیا۔ اور بادشاہ کے حق میں نعرے بلند کئے۔ اس پر مزدوروں نے شور بپا کر دیا۔ اور ان پر آوازے کسنے لگے۔ ملوکیت پرستوں نے ان پر فائر کئے۔ اور عام بلوہ شروع ہو گیا۔

— ساحل فرانس کے قریب ایک جہاز پانچ چھ سو مسافروں کو لے کر جا رہا تھا۔ کہ طوفان کی وجہ سے یکایک الٹ گیا۔ اور تین سو آدمی غرقاب ہو گئے۔

— سپرنٹنڈنٹ پولیس لکھنؤ کے پتلون کی جیب میں اتفاقاً پستول چل گیا۔ جس کی وجہ سے ان کا پاؤں زخمی ہو گیا۔

— چاندپور میں شراب کی ایک دوکان پر سر شام بم پھٹا۔ جس سے دو آدمی فوراً ہلاک ہو گئے۔

— ایک شخص جگندر ناتھ سانیال نے بھگت سنگھ کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے۔ محکمہ اطلاعات نے اعلان کیا ہے کہ یہ بحق ملک معظم ضبط کر لی گئی ہے۔ اس کا کوئی اقتباس یا ترجمہ شائع نہیں ہو سکتا۔

— کانپور ۱۶ جون کی خبر ہے کہ جہلم اور رتھ یاترا کی وجہ سے شہر میں پھر سخت ہیجان پیدا ہو رہا ہے۔ فسادات کے احتمال کو کم کرنے کے لئے وہاں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

— گورنر پر حملہ کی سازش کے الزام میں ماخوذین کو پہلے جیل کے کمروں کے اندر سلایا جاتا تھا۔ مگر وہ باہر سونے کے لئے اجازت حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہے تھے۔ جس میں وہ کامیاب ہو گئے ہیں۔ یعنی انہیں باہر سونے کی اجازت مل گئی ہے۔

— ریاست جودھپور نے اپنی حدود میں تین ماہ کے لئے جلسوں اور جلوسوں کی ممانعت کر دی ہے۔ نوجوان اسے توڑنے کے طریقوں پر غور کر رہے ہیں۔

— شملہ۔ ۱۷ جون۔ وائسرائے نے مولانا شوکت علی سے ملاقات کی۔

— رنگون۔ ۱۷ جون حکومت برما ایک اشتہار تقسیم کر رہی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ ان تمام باغیوں کو معافی دی جاتی ہے۔ جو اپنی مرضی سے متابعت اختیار کر لیں۔ بشرطیکہ وہ سرغنے نہ ہوں۔ اور انہوں نے قتل یا کوئی دوسرے شدید جرم کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ ان لوگوں کا فرض ہوگا۔ کہ بغاوت کے تمام حالات جو انہیں معلوم ہوں۔ پوست کندہ بیان کر دیں۔ اور تحریری عہد کریں کہ آئندہ پر امن رہیں گے۔ اور حکومت کو امداد دیں گے

— بمبئی ۱۷ جون۔ شملہ میں میر صاحب خیرپور کے معاملہ پر غور کیا جا رہا ہے۔ جس کے صرف دو ہی نتیجے ہو سکتے ہیں۔ یعنی ان سے اختیارات لے لئے جائینگے۔ یا تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جائیگا

— رہبر دکن اپنی اشاعت مورخہ ۱۲ جون میں رقمطراز ہے۔ حیدرآباد نیوز سروس کو معلوم ہوا ہے کہ مولوی ظفر علی مالک اخبار زمیندار مملکت آصفیہ سے اپنے اخراج کی نسبت سرکاری احکام اجراء ہونے کی وجہ سے ۱۲ جون کو شام کی گاڑی کے ذریعے حیدرآباد سے نکل گئے۔

— لندن ۱۵ جون:۔ آج دارالعوام میں ایک سوال کے جواب میں فنانشل سیکرٹری نے کہا۔ کہ جرمنی کے ذمہ ۱۵ جون کو جو رقم واجب الادا تھی۔ اس میں سے اب تک مقبوضات اور اسلحہ کی قیمت سمیت ۱۰۲۶۰۰۰۰ پونڈ ادا ہو چکے ہیں۔

— چٹاگانگ۔ ۱۷ جون۔ آج صبح ایک مکان کی تلاشی میں پولیس نے متعدد کارآمد کارتوس۔ مادۂ آتش گیر کے دو بکس۔ کچھ تیزاب اور بجلی کے تار برآمد کئے ہیرو سے داس نام ایک شخص کو گرفتار کیا گیا۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے شائع کیا۔